السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

۔ آج کل تقریباً تمام اسکولوں میںیہ روایت پایا جاتا ہے کہ جب کوئی ٹیچر کسی کلاس میں جاتا ہے تو سب بچے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب تک استاد کرسی پر نہ بیٹھے یا بچوں کونیچے بیٹھنے کا حکم نہ دے پوری کلاس کھڑی ا رہتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی عالم دین کسی کے پاس ملاقات کےلیے جاتا ہے تو وہ لوگ بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں، جب تک وہ نہ بیٹھے کھڑے رہتے ہیں۔ اوراسی طرح اسکولوں میں جب ہمارا قومی ترانہ گایا جاتا ہے تو اساتذہ سمیت تمام طلباء سجدہ کی جگہ نظریں جمائے کھڑے رہتے ہیں، توکیا یہ قیام کتاب وسنت کی روشنی میں جائز ہے یا حرام؟ مدلل ومفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسئلہ ہذامیں اہل علم کا سخت اختلاف ہے۔ ایک گروہ اساتذہ کرام اور بڑے بزرگوں وغیرہ کےلیے بطورِاحترام کھڑے ہونے کا قائل ہے۔ ان میں سے امام نووی اور غزالی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ ان کا استدلال

فرمانِ نبوی ﷺ 'قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم' (صحیح البخاری، باب إذا نزل العدوّ علی حکم رجلٍ، رقم:۳۰۴۳، سنن ابی داوٗد، رقم:۵۲۱۵،۵۲۱۶) سے ہے۔ ابن بطال شارح بخاری نے کہا ہے:

(فِی ہٰذَا الحَدِیثِ أَمرُ الاِمَامِ الأَعظَمِ بِإکرَامِ الکَبِیرِ مِنَ المُسلِمِینَ وَمَشرُوعِیَّۃُ إکرَامِ أَہلِ الفَضلِ فِی مَجلِسِ الاِمَامِ الأَعظَمِ وَالقِیَامِ فِیہِ لِغَیرِہٖ مِن أَصحَابِہٖ وَإلزَامُ النَّاسِ کَافَّۃً بِالقِیَامِ إلَی الکَبِیرِ مِنہُم۔ '(فتح الباری:۱۱/۴۹'

اورجو لوگ منع کے قائل ہیں ان کا استدلال ابوامامہ کی روایت سے ہے کہ آپ ﷺ عصا پر ٹیک لگائے نکلے۔ ہم آپ ﷺ کےلیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کےلیے کھڑے مت ہوں۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا جواب دیا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے۔ اوراس میں راوی غیر معروف ہیں۔ اوراسی طرح ان کا استدلال آپ کے اس ارشاد سے ہے:

(مَن أَحَبَّ أَن یَتَمَثَّلَ لَہٗ بَنُو آدَمَ قِیَامًا وَجَبَت لَہُ النَّارُ ' (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:۸۵۲، سنن الترمذی، باب ما جاء فی کراہیۃ قیام الرجل للرجل، رقم:۲۷۵۵'

''امام طبری رحمہ اللہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے: ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھڑا ہونے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اکرام کےلیے اس میں نہی کا ذکر نہیں۔

اورابن قتیبہ نے جواب یوں دیا: ''اس سے مراد سر پر کھڑے رہنا ہے۔ جس طرح کہ عجمی شاہان کی عادت تھی اورابن بطال نے جواز کےلیے نسائی کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

''رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھ کر خوش آمدید کہتے پھر کھڑے ہوکر اس کا بوسہ لیتے پھر ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھالیتے۔

یہ روایت ترمذی، اورابوداوٗدوغیرہ میں بھی ہے اور قصہ توبہ کعب بن مالک میں ہے:

(فَقَامَ إلَیَّ طَلحَۃُ بنُ عُبَیدِ اللّٰہِ یُہَروِلُ ' (صحیح البخاری، باب حدیث کعب بن مالکٍ ...الخ، رقم:۴۴۱۸، سنن ابی داوٗد، بابٌ فی إعطاء البشیر، رقم:۲۷۷۳'

''یعنی طلحہ بن عبید اللہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے۔''

اس طرح کے بہت سارے دلائل جانبین سے دیے جاتے ہیں۔ ابن الحاج نے ''المدخل'' میں امام نووی رحمہ اللہ کے جملہ مستندات کے جوابات دینے کی سعی کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں سوال و جواب کی طویل بحث کی ہے جو ایک محقق کےلیے بے حد مفید ہے۔

اختتام بحث پر امام غزالی کے نظریہ کو پسند فرمایا:

(القِیَامُ عَلٰی سَبِیلِ الإعظَامِ مَکرُوہٌ وَعَلٰی سَبِیلِ الإکرَامِ لَا یُکرَہ ' (۱۱/۵۴'

''کسی کی بڑائی کےلیے کھڑا ہونا مکروہ اور عزت واحترام کی خاطر کھڑا ہونا جائز ہے۔''

وھٰذَا تَفصِیلٌ حَسَنٌ یہ اچھی وضاحت ہے۔

فی الواقع دونوں طرف روایات موجود ہیں۔ جواز کے اعتقاد کے باوجود احتیاط اس میں ہے کہ بطورِ اکرام کھڑا نہ ہو اس لیے کہ عام حالات میں صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بسا اوقات آپ نے منع بھی فرمایا سوال میں مرقوم پہلی دونوں صورتیں تو قطع نظر احترام کے محض ایک عادت مستمرہ معلوم ہوتی ہیں۔ کتاب و سنت یا سلف صالحین کے عمل سے اس کی مثال ملنی مشکل ہے لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ اور قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا تو قطعاً بدعت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ‘ (صحیح البخاری، بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَی صُلْحِ جَوْرٍ فَا لصُّلْحُ مَرْدُودٌ، رقم :۲۶۹۷‘

’’یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔‘‘

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب اللباس :صفحہ:510

محدث فتویٰ